المدینۃ المنورہ پیر ۲۱ر صفر ۱۳۹۲ھ

فی بلاد الاطہار

احمد محمد محمود مدنی

دار العلوم حقانیہ

سعودی عرب کے روزنامہ المدینہ کے تاثرات

پچھلے دنوں سعودی عرب کے صحافیوں کے ایک وفد نے دار العلوم حقانیہ کا معائنہ کیا، اس وفد کے ارکان نے اخبارات میں اپنے وقیع تاثرات کا اظہار کیا یہاں ہم سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ المدینۃ المنورہ سے جناب احمد محمد محمود صاحب کے تاثرات مع ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ —— ادارہ ——

وكان اول برنامجنا ان نزور مدرسة دار العلوم الحقانية فی (اكوره ختك) خارج مدينة بشاور.

وهذه المدرسة هی فرع كبير لدوحة علمية عظيمة تاسست فی الهند وكانت مصدر التخريج عمالقة فی العلوم الاسلامية فی "ديوبند"

وبعد تقسيم شبه القارة الهندية وانشاء دولة باكستان اراد اولئك الرواد الاوائل وفی مقدمتهم الشيخ عبد الحق المحدث انشاء مدرسة على غرار دار العلوم فی ديوبند فی دولة الباكستان الفتية لنشر المعارف الاسلامية واعداد رجال الدعوة والتبليغ وقد خرجت هذه الدار حتى الان ۲۰۰۰ خريج يساهمون فی نشر الاسلام والتبليغ والدعوة الى الله فی اوربا، وامريكا، وافريقيا وشبه القارة الهندية خاصا -

وفی هذه الدار الان ۱۰۰۰ طالب فيهم تلاميذ من ٦ سنوات حتى الشيخوخة كلهم يطلب العلم او يستزيده -

وكل الطلاب القادمين من خارج قرية (اكورة) التی تقع على مشارفها هذه الدار تم توفير العلاج والمسكن والماكل والمصروفات الاخرى له مجانا -- بالاضافة الى الكتب الدراسية واولئك الطلاب ياتون من الصين وروسيا وايران، وافغانستان وتايلاند للدراسة فی هذه الدار -- او الجامعة بالاحرى -

والدار بها ٣ مراحل دراسية يحضر فيها الطالب ٩ سنوات والفترة الدراسية صباحية ومسائية موزعة بين ٧ ساعات كل يوم ....

الا انشكو نقصا ملحوظا فى الكتب .خاصة الكتب التى تعلم اللغة العربية .. وذكر لى منير على شاه استاذ اللغة العربية فى هذه المدرسة انهم يتمنون ان تساعدهم الحكومات العربية ، والهيئات الاسلامية الاخرى بمجموعة من الكتب الدراسية فى مناهج قواعد اللغة والنحو والصرف والبلاغة لتعينهم على الارتقاء بمستوى دراسة العربية الى المستويات العصرية .

وميزانية هذه الدار تاتيها من تبرعات الاهالى ، والاثرياء ... وقد حرص مؤسسوها على توفير جو الحرية العلمية لهذه الدار وذلك لانهم لا يحبذون مساعدة حكومية ....

لهذه تاتى مساعدات مالية لهذه الدار من امريكا وبريطانيا من المسلمين الباكستانيين هناك ....

وفى نية هذه الدار ادخال التعليم العصرى مستقبلا متى ما توفر لها التمويل اللازم لادخال العامل وافتتاح اقسام لتعليم الطب وغيره ....

ومن منطقة الحدود الشمالية الغربية — بيشاور — وما حولها انطلقت دعوة السيد مفتى محمود عضو البرلمان الباكستانى على ان تكون — اللغة العربية — هى اللغة الرسمية فى الباكستان .

وعلل السيد مفتى محمود طلبه هذا بسببين احدهما داخلى واخر خارجي .

اما السبب الداخلى فلان باكستان بها اقاليم كثيرة : فهناك الحدود الشمالية الغربية — البنجاب — السند — بلوخستان — ولكل هذه الاقاليم لغاتها — فلغه اقليم الحدود هى البشتو .. ولغة البنجاب البنجابية والسند السندية والبلوخستانية : البلوشية فلابد اذن ان تكون لهذه الدولة لغة واحدة جامعة تجمع اهل الباكستان ... ولا تتوفر شروط كافية لهذه اللغة الجامعة فى غير اللغة العربية .

فاللغة الانجليزية هى السائدة الان : لكن لابد من التخلص من هذه اللغة واحلال العربية مكانها ...

الامر الثانى هو ان اللغة العربية هى لغة الاسلام ولغة القرآن ولغة اخواننا العرب

وهى الصلة الوحيدة للتعاون بين الدول الاسلامية كلها -- فلابد من دراستها --

شئ هام اثار الدهشة فى نفوسنا ونحن على مشارف مدرسة دار العلوم الحقانية -

فبينما كنا على وشك الانحدار اليها من الطريق الرئيسى رأينا صفوفا من الطلاب على جانبى الطريق يحملون الورود والزهور --- ورأينا من بعيد قوسا من اقواس النصر نستطيع ان نتبين فيه كلمة اهلا وسهلا ---

اول ما دار فى ذهنى ان كبير وزراء المنطقة - فى اضعف الاحتمالات - سيزور هذه المدرسة اليوم لهذا استعدادها بما يستحق من وسائل الترحيب -

ولكن ما ان توقفت السيارة حتى وجدناعجبا -

صفوف طويلة من الطلاب على جانبى الطريق الطويل المؤدى الى مبنى الدار تهلل وتكبر وتهتف بصوت واحد :

--- بحياة التضامن الاسلامى الملك فيصل --- اهلا وسهلا بضيوفنا القادمين من الاراضى المقدسة -

---- والتفتت ابحث عن الزميل راشد محمد الراشد الذى كان معى فى السيارة وقد دخل عليه البرد من مكان -- وكان يمنى نفسه الامانى ان يجد مكانا يدثر فيه من هذا البرد الذى قال انه لم يشهد له مثيلا :

--- تلفتت ابحث عنه واذا هذه النداءات قد فاجأته من كل مكان -- واذا هو يخطو خطوات خفيفة وسريعة بين ترحيب اساتذة وطلاب الدار به --- لقد طار البرد --- وحق لهذا الحماس ان يمزق حجبه تمزيقا -

-- يا للفرق الشاسع -- كنا نحن الذين نشارك فى الاراضى للترحيب بالضيوف القادمين الى بلادنا -- وكان ابعد شئ على اذهاننا ان يكون لنا : هذا الاستقبال الحماسى المثير الذى لا يليق مثله الا الزعماء --- والرؤساء ---- وما نحن بزعماء --- ولا رؤساء --- وانتهينا من تلك الزيارة ، ولم نصدق ما حصل لنا .. احتجت صدمة المفاجأة ، لضخامة الاستقبال : فكان مزيجا من دهشة تامل فى كل ذلك الموقف -

--- ما الذى دعى اولئك الرجال وكثير منهم نحن فى حساب العمر ابناؤه ان لم نكن احفاده ان يغرقونا بهذا الكرم المثير

--- لم یکن امامی الا تفسیر واحد ولم اسمح لنفسی ان یکون لی غیرہ : ان ذلك الشعور بالاحترام ومظاهر الاکرام التی قوبلنا بها انما هی رمز، مجرد رمز، لما یکنہ اولئك المسلمون من اقصی المد الاسلامی لهذہ الارض التی جئنا منها : الجزیرۃ العربیۃ التی بها الاراضی المقدسۃ حیث شع الاسلام۔

--- شیر علی شاہ مدرس العلوم العربیۃ بهذہ الدار تکلم فی حفل خطابی اقیم عندہ ولا تزال کلماتہ ترن فی اذنی :

" اننا قاصرون عن اداء فرائض الضیافۃ --- لابناء اولئك الرجال الذین اسبغوا علینا نعمۃ الاسلام وعلموا العجم فی هذہ البلاد الدین "

--- فضل الرحمن ابن الشیخ مفتی محمود الذی کان کبیرا لوزراء المنطقۃ تلی فی ذلك الحفل ایات من القرآن الکریم --- ما تزال حلاوتها فی اذان کل الوفد الصحفی حتی هذہ الساعۃ

سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض وهو العزیز الحکیم --- یا ایها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون، کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون --- ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانهم بنیان مرصوص، واذ قال موسی لقومہ یا قوم لم تؤذوننی وقد تعلمون انی رسول اللہ الیکم فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبهم واللہ لا یهدی القوم الفاسقین

--- تلی الشیخ فضل الرحمن کل سورۃ " الصف " بترتیل جمیل جمع بین جمال الصوت والتجوید فکنا ننصت بکل ما نملك من خشوع الی الایات البینات وهی تنزل فی اذاننا حلاوۃ وطلاوۃ ۔

--- زیارتنا لهذہ المدرسۃ قلبت فی نظرنا زیارۃ ای شئ اخر فکان لنا من بعد سلوك الطریق الذی سلکۃ الغزاۃ "ممر خیبر" عودۃ الی روالبندی ۔ ★★★

ترجمہ

آج ہمارا اولین پروگرام تھا۔ کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیارت کریں۔ ---- یہ مدرسہ دارالعلوم حقانیہ درحقیقت اس عظیم علمی شجر دارالعلوم دیوبند کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔ جو ہندوستان میں قائم کیا گیا تھا۔ جو علوم اسلامیہ کے متبحر فضلاء کا مصدر ہے ---- تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان معرض وجود میں آیا۔ تو ان بیشتر ودوں نے (جن کے سرخیل حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث تھے۔) دارالعلوم دیوبند کی نہج پر

ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو نوخیز پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کے لئے علماء مہیا کرے۔ اور اب تک اس علمی ادارہ سے دو ہزار فضلاء سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ جو یورپ امریکہ افریقہ اور پاکستان کے اطراف و اکناف میں اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس مدرسہ میں حالاً ایک ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں چھ سالہ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک حصول علم میں مصروف ہیں۔ اور یہ مدرسہ تمام بیرونی طلبہ کے معاشی ضروریات علاج ادویہ، رہائش، طعام اور دیگر اخراجات کا متکفل ہے اور جملہ طلبہ کو درسی کتابیں دارالعلوم کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ اور یہ طلبہ سرحدات چین و روس، ایران، افغانستان، تھائی لینڈ اور پاکستان کے قرب و جوار اور دور دراز سے اس مدرسہ بلکہ علمی یونیورسٹی کو حاضر ہوتے ہیں۔

دارالعلوم میں درس و تدریس کے تین مراحل ہیں۔ ہر مرحلہ میں تین سال گزرنے سے طالب علم کو مجموعی طور پر حصول علم میں نو سال صرف کرنے پڑتے ہیں ـــ اوقات تعلیم صبح و شام سات گھنٹے ہیں۔ دارالعلوم کو کتابوں کی کمی کی شکایت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔ خاص کر وہ کتابیں جو لغت عربی میں مدد دے سکیں۔ اور مجھے بشیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ نے یہ بھی تذکرہ کیا کہ مدرسہ دارالعلوم حقانیہ قواعد لغت نحو، صرف، بلاغت پر مشتمل کتابوں کی اعانت کے سلسلہ میں عرب ممالک کی توجہ کا متمنی ہے۔ تاکہ طلبۂ علوم دینیہ دور حاضر کے مطابق عربی تقریر و تحریر پر عبور حاصل کر سکیں۔

بفضلہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کے جملہ اخراجات مسلمان قوم کے تبرعات و اعانت سے پورے ہوتے رہتے ہیں۔ بانیین دارالعلوم کی یہی کوشش ہے کہ دارالعلوم اسلامی علوم کی اشاعت و ترویج میں آزاد اور خود مختار ہو اور یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم حکومت کی اعانت کو محبوب نہیں سمجھتا۔ پاکستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں رہنے والے مسلمان اس ادارہ کی اعانت فرماتے رہے ہیں۔ اور دارالعلوم کے عزائم میں سے ہے کہ موجودہ عصری علوم کو بھی دارالعلوم میں داخل کر دیا جائے۔ جبکہ مناسب مالی قوت میسر ہو جائے جس سے تمام ضروری شعبے بروئے کار لا سکیں۔

اس طرح فن طب کی تعلیم و تدریس کا بھی دارالعلوم ارادہ رکھتا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مفتی محمود صاحب نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پاکستان کی رسمی زبان عربی ہو جائے اور مفتی محمود صاحب نے اس کے لئے دو اسباب بیان کئے ہیں۔ ایک داخلی اور ایک خارجی داخلی سبب تو یہ ہے کہ پاکستان چار مختلف صوبوں میں منقسم ہے جو مختلف زبانیں بول رہے ہیں۔ صوبہ سرحد میں پشتو، بلوچستان میں بلوچی، سندھ میں سندھی اور پنجاب میں پنجابی بولی جاتی ہے۔ پس پاکستان کی مختلف بولیاں

بولنے والی قوم کو متحد کرنے کے لئے لغت عربی کو رسمی زبان قرار دیا جائے۔ انگریزی زبان کو پاکستان سے نکال کر اس کی جگہ عربی زبان کو دینا چاہیئے۔ جو تمام خصوصیات و مزایا کی حامل ہے۔ داخلی سبب یہ ہے کہ عربی لغت اسلام کی لغت ہے۔ قرآن پاک اور حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔ اور ہمارے عرب بھائیوں کی زبان ہے اور یہ لغت درحقیقت باہمی اتحاد کا ذریعہ اور ممالک اسلامیہ کے تعاون کا سبب وحید ہے۔

——— ایک اہم چیز جس نے ہمارے دلوں میں رعب برپا کیا جبکہ ہم دارالعلوم حقانیہ کو جی ٹی روڈ سے اترنے والے تھے، ہم نے راستہ کے دونوں جانب طلبہ کے عظیم ہجوم کو قطاروں کی شکل میں دیکھا جو اپنے ہاتھوں میں گلاب اور دیگر قسم کے پھول اٹھائے ہوئے تھے۔ اور کتبوں پر اھلاً وسہلاً کے کلمات درج تھے۔ سب سے پہلے میرے ذہن میں جو خیال گذرا وہ یہ تھا کہ شاید یہاں صوبے کے بڑے وزراء آئیں گے۔ اس لئے انہوں نے ترحیب و خوش آمدید کا یہ انتظام کیا ہے۔ لیکن جب ہماری کار کھڑی ہوئی تو ہم نے عجیب منظر دیکھا، طلبہ کی طویل قطاریں لمبے راستے کے دونوں طرف کھڑی تھیں، جو سڑک سے دارالعلوم تک پھیلی ہوئی تھیں، تکبیر اور تہلیل کے نعرے ایک ہی آواز میں گونج رہے تھے۔ "اسلامی اتحاد کا علمبردار شاہ فیصل زندہ باد" اھلاً۔ سہلاً۔ مہمان حرم خوش آمدید۔

میں اپنے دوست راشد فہد الراشد کو ڈھونڈ رہا تھا جو میرے ساتھ گاڑی میں سردی کو محسوس کر رہا تھا۔ اور وہ کسی گرم مکان میں گرمی حاصل کرنے کا متلاشی تھا۔ میں نے بعد از تلاش اسے دیکھا کہ وہ نرم و گرم رفتار میں خراماں تھا، اور طلبہ اساتذہ کے ترحیبی نعروں نے اس سے سردی کو اڑا دیا تھا۔ اور اس اعزاز و تواضع کے سامنے سردی کا حجاب ہٹنا لازمی تھا۔

حیرت و تعجب ہے اس فرق عظیم پر کہ ادھر ہم اپنے شہروں میں ان مہمانوں کی تشریف آوری کے موقعہ پر استقبال میں شریک ہوتے تھے۔ اور یہ بات ہماری عقول سے بہت دور تھی کہ ہمارا بھی ان مہمانوں کی طرح استقبال کیا جائے گا۔ مروت و شجاعت کا یہ استقبال جو صرف زعماء رؤساء کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ کونسی وہ خصوصیت ہے جس کی بناء پر ان بزرگوں نے ہمارا گرمجوشی سے استقبال کیا، جن کے ہم باعتبار عمر کے اگر نواسے نہیں تو بیٹے تو ضرور ہیں۔

میرے سامنے صرف یہی توجیہ تھی، کہ احترام و اکرام کے مناظر صرف اور صرف رمز و اشارہ ہیں کہ ہم جزیرۂ عرب سے آئے ہوئے ہیں جہاں اسلام کی روشنی دنیا کے گوشوں میں پھیلی ہے ———

شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ نے استقبالی جلسہ میں خطاب کیا۔ جس کے کلمات اب بھی میرے

کانوں میں گونج رہے ہیں ۔۔۔ ہم ان شخصیات کی اولاد کے فرائض مہمان نوازی کی ادائیگی میں قاصر ہیں، جنہوں نے ہم پر اسلام جیسی عظیم نعمت کو پیش کیا اور تمام عجم میں دین اسلامی کی تعلیم دی ۔۔۔ فضل رحمان مولانا مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کے فرزند ارجمند نے جو دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہیں قرآن مجید کی چند آیات سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض وھو العزیز الحکیم یا ایھا الذین لم تقولون ما لا تفعلون خوش آوازی اور دلکش قرأت کے ساتھ تلاوت کیں جنکی حلاوت تمام وفد کے کانوں میں اب تک محسوس ہو رہی ہے۔ ہم پوری قوت سکوت اور خشوع کے ساتھ آیات بینات کو سن رہے تھے اور وہ ہمارے کانوں میں حلاوت و بشاشت مہیا کر رہی تھی۔

اس دارالعلوم کی زیارت نے ہماری نگاہوں میں دیگر مشاہد و تاریخی آثار کی زیارت کی قدر و قیمت کو گھٹا دیا ۔۔۔۔ (ترجمہ از مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ)

بقیہ: عید کی حقیقت۔

عیدین کی نمازوں میں زیادہ تکبیرات کہنے کی وجہ | تکبیر الٰہی میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اپنا انکسار و ترک ماسوا مدنظر ہوتا ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ لوگ عیدین کے دنوں میں بکثرت اپنے شان و شکوہ اور تجمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں شروع ہوا کہ خدا تعالیٰ کی کبریائی بیان کرو اور اس کو مدنظر رکھو کیونکہ اسی نے تم کو اس دن شان و شکوہ کی اجازت دی ہے۔ پس یہ بڑائی و کبریائی اسی کا استحقاق ہے اور ہر تکبیر میں کانوں پر ہاتھ لے جانا ترک کبر ہے و ترک ماسوا کی طرف ایماء ہے۔ اور اپنی بڑائی اور عظمت سے تائب ہونے کی تعلیم ہے۔

نیز جہاں کہیں جائز فعل کی کثرت کا اظہار ہو اس کو بحد اعتدال لانے کے لئے اس کے اضداد موزوں ہیں پس عیدین میں کہ جس میں تنعم و تجمل کی کثرت ہے۔ کثرت تکبیرات کا راز کثرت توجہ الی اللہ و ترک التفات ماسوا ہے۔

مری میں الحق قاری محمد اسد اللہ عباسی خطیب جامع مسجد حنفیہ شرقیہ مری
سے خرید فرمائیں